Urdu Shayeri mein Tasawuf ki Rewayat

B.A Urdu (Hons) Lecture-1

اردوشاعری میں تصوف کی روایت

اگر ہم اٹھارہویں صدی سے قبل کی متصوفانہ شاعری کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جو شعراء اس موضوع کو برت رہے تھے وہ فکری اور عملی اعتبار سے براہ راست صوفیاہ کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کی شاعری کا بیشتر سرمایہ متصوفانہ اور عارفانہ کلام پر ہی مبنی ہے۔ ان شعراء میں حضرت امیر خسرو، بابا فریدالدین گنج شکر، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، وغیرہ ہیں جنہوں نے متصوفانہ شاعری کی۔ ان کا کلام میں مجاہدہ، مشاہدہ اور ریاضت کا نتیجہ ہے۔ ان شعرا کے کلام میں جو باتیں نظر آتی ہیں ان کا تعلق ان کی عملی اور فکری زندگی سے بھی ہے۔ ان کی پوری زندگی عبادت و ریاضت میں گزری اور انہیں کے اثرات ان کلام میں بھی نمایاں ہیں۔ اور اس عہد کے شعرا کا کلام زبان و بیان کے لحاظ سے تقریباً یکساں ہے۔ ہاں! اگر دکن اور شمالی ہند کے مختلف علاقے سے نسبت رکھنے کے باعث زبان میں تبدیلی ضرور آ گئی ہے۔

اب ہم خوفِ طوالت کے باعث مذکورہ شعرا کے چند اشعار درج کر رہے ہیں جن میں مختلف انداز میں متصوفانہ رنگ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اشعار درج کرنے سے قبل ایک اہم نکتے کی جانب اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ کہ صوفیا کے یہاں متصوفانہ کلام میں اکثر ایسے شعری اصلاحات استعمال ہوئے ہیں جن کا تعلق مجازی عشق یا پھر مادّی زندگی سے ہے۔ افران اشعار کو بغیر اس واقفیت کے پڑھا جائے تو ہم معنویت کی اس تہہ تک پہنچ ہی نہیں سکتے جن کا اظہار صوفیا نے کیا ہے۔ اس تعلق سے امیر خسرو کا کلام سب سے زیادہ قابلِ توجہ ہے۔ ملاحضہ ہویے اشعار :

سیج وہ سونی دیکھ کے رووں میں دن رین　　　پیا پیا میں کرت ہوں پہروں، پل بھر سکھ نہ چین

گوری گوری بیاں ہری ہری چوڑیاں　　　بیاں پکڑ ہرلی رے مو سے نینا ملائے کے

زحالِ مسکیں مکن تغافل دورائے نینا بنائے بتیاں　　　کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں نہ کاہے لیہو لگائے چھتیاں

بحق روزِ وصال دلبر کہ دادمارا فریب خسرو　　　سپیت من کے ورائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

حضرت امیر خسرو

توں تو صحی ہے لشکری کر گھوڑا سار توں   ہوئے نرم نہ تجھ اور چڑھے پس کہائیگا آزار توں
شہباز حسینی کھوئے کر، ہر دوجہاں دل دھوئے کر   اللہ آپ یک ہوئے کر تب پاوے گا دیدار توں

بندہ نواز گیسودراز

اللہ پاک منزہ ذات   اس سوں صفتاں قائم سات
علم ارادت قدرت بار   سنتا دیکھتا بولن ہار
حیّ صفات یہ جان حیات   اس کوں نا ہے قد ممات

شیخ برہان الدین جانم

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو   منگن ایماں شرماون عشقوں، دل نوں غیرت ہوئی ہو

سلطان باہو

جس دن کے ساجن بچھڑے ہیں تس دن کا دل بیمار ہویا   اب کٹھن بنا کیا فکر کروں، گھر بار سبھی بیزار ہویا
جب وارث شاہ کہلایا نے تب روح سوں روح ملایا نے   تب سہج سہاگ سولایا نے، جیوجان مخزن اسرار ہویا

وارث شاہ

اردو شاعری میں تصوف: اٹھارھویں صدی کے بعد

ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہماری کلاسیکی شاعری کے موضوعات میں سے ایک اہم موضوع تصوف بھی رہا ہے۔ اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے بعد یا اس سے قبل شائد ہی ایسا کوئی شاعر ہو جس نے اس موضوع پر ایک شعر نہ کہا ہو۔ ایسا اس لیے کہ، کیوں کہ اس زمانے میں تصوف اس زمانے کی تہذیب بھی تھی اور مزاج بھی۔ اسی دور کا ایک مشعور مقولہ ہے :
''تصوف برائے شعر گفتن خوب است''

اس لیے اٹھارہویں صدی عیسوی سے لے کر بیسویں صدی کے اوائل تک کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے شعرا متعدد موضوعات کو شعری پیکر میں ڈھالنے کے ساتھ ساتھ تصوف کے موضوع کو بھی بڑے ادب سے برتنے کا کام کیا۔ اور ان میں سے بعض تو طبعاً صوفی منش تھے، جیسے سراؔج، دردؔ، میرؔ مظہرؔ وغیرہ۔ ان کے علاوہ کچھ شعرا ایسے بھی ہوئے جنھوں نے حیات و کائنات کے حوالے سے بے لاگ خدا سے سوال و جواب بھی کیے اور ان کی وحدانیت کا دم بھی بھرا۔ مثالکے طور پر غالبؔ ،اور اقبالؔ ان دونوں کے یہاں تصوف کے موضوع پر پائے کے اشعار دیکھے جاسکتے ہیں۔

مذکورہ عہد میں متصوفانہ اشعار تو تقریباً تمام شعرا کے یہاں مل جائیں گے لیکن ہم یہاں انہیں شعرا کا ذکر کریں گے جن کی شناخت اردو ادب میں متصوفانہ شاعری کے حوالے سے بھی رہی ہے۔ اور اس دور میں زیادہ تر ایسے ہی شعرا کا ذکر آئے گا

جنہوں نے دیگر موضوعات کے ساتھ تصوف کے موضوع کو بھی بہ حسن خوبی برتا ہے۔

ولیؔ دکنی :

مقصودِ دل ہے اس کا خیال اے ولیؔ مجھے
جیوں مجھ زباں پر نامِ محمدؐ مراد ہے

ولی دکنی اردو کلاسیکی غزل کا ایک بڑا نام بلکہ امام ہے۔ اردو دنیا جانتی ہے کہ ولیؔ دکنی کو اردو زبان میں شاعری کی ترغیب ان کے پیرو مرشد حضرت سعداللہ گلشن نے دی تھی جو خود بھی فارسی زبان کے اچھے شاعر تھے۔ اور ولی بھی فارسی زبا میں شاعری کرتے تھے۔ پیر کے مشورے پے عمل کرتے ہوئے انہوں نے اردو زبان میں شاعری شروع کی۔ اور اردو شاعری کو اس مقام پر لے آئے جہاں اب فارسی زبان کے بجائے پورے ہندوستا میں اردو زبان کی دھوم مچنے لگی۔

ولیؔ نے اردو شاعری میں حیات و کائنات کے موضوعات و مسائل کے علاوہ تصوف کے موضوع کو بھی بڑے ہی خوبصورت انداز میں برتا ہے۔ ان کے یہاں بطورِ خاص وحدت الوجود کے یعنی ایک خدا کی ذات کا اقرار اکثر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اور ان میں وحدت الوجود کا رنگ خاص طور پر دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ دو اشعار ملاحضہ فرمائیں :

گر ہوا ہے طالب آزاد بھی
بند مت ہو صجہ و زنار کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا — بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
ولیؔ جنت میں نہیں رہنا درکار عاشق کوں — جو طالب لامکاں ہے اسے مسکن سوں کیا
ہر ذرہ عالم میں ہے خورشید حقیقی — یوں بوجھ کہ بلبل ہر اک گونچہ وہاں

پہلے شعر کے تعلق سے پروفیسر گوپی چند نارنگ اپنے مظمون ''ولیؔ دکنی: شاعرِ انسانیت، محبت اور تصوف'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں :

> '' 'بند مت ہو صجہ و زنار کا' تسبیح میں بھی گروہ ہے، زنار میں بھی گروہ ہے، بنگ میں بھی گروہ ہے، 'مت' ان سب کی نفی ہے، اور شاعر زور دے رہا ہے آزادگی پر، وارستگی پر، Liberalism پر، Humanity پر، اسی طرح سے ایک اور شعر ہے۔ جو وحدت الوجود اور ویدانت کا مسلک ہے۔ ''

〈ولیؔ دکنی : تصوف، محبت اور انسانیت کا شاعر، ص۔ ۱۲〉

مرزا مظہرؔ جان جاناں :

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر
فی الحقیقت میں گھر گیا مظہرؔ

مرزا مظہر جان جاناں اپنے وقت کے بڑے بزرگ اور صوفی شاعر تھے انہوں نے اردو سے کہیں زیادہ فارسی میں اشعار کہے ہیں۔لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ان کے اردو کلام بہت کم موجود ہیں۔ان کا احسان یہ ہے کہ انہوں نے اردو زبان اور شاعری کو بہت سے اغلاط سے پاک کیا اور شاعری میں سہل ممتنع یا پھر سہل پسندی کی بنیا درکھی ۔مرزا جان جاناں سید نور محمد مرید اور خلیفہ تھے۔مظہر جان جاناں کے مریدین کا بھی ایک بڑا حلقہ تھا۔ان کے کمالات اور کرامات ان کے ملفوظات میں موجود ہیں ۔ ان کے متصوفانہ کلام میں ان کی صوفی منش طبیعت کی صاف جھلک نظر آتی ہے۔دیکھیں یہ چند اشعار :

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سیں — بینا لگا ہے جب سیتی مجھ بے نوا کے ہاتھ
تجلی گر تری پست و بلند ان کو نہ دکھلاتی — فلک یوں چرخ کیوں کھاتا زمیں کیوں فرش ہو جاتی
رسوا اگر نہ کرنا تھا عالم میں یوں مجھے — ایسی نگاہ ناز سے دیکھا تھا کیوں مجھے

سراجؔ اورنگ آبادی :

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہء عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جیوں دھری تھی تیوں دھری رہی

سراج اورنگ آبادی کے تعلق سے صرف اتنا کہہ دوں کہ کم عمری میں جب وہ مجذوبانہ کیفیت میں گھر سے نکلے اور اس عالم میں جتنے اشعار کہے وہ آگ ہے۔عشق خداوندی میں ہی جل کر ایسے ایسے اشعار لکھے جو بغیر کیفیت اور حال کے کبھی نہیں کہی جاسکتی۔تصوف ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔مثال کے طور پرانی ان کی بہت کی مقبول اور پائے کی غزل جس مثال اردو شاعری میں کم ہی دیکھنے ملتی ہے، کے یے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

خبرِ تحیرِ عشق سن، نہ جنوں رہا نہ پری رہی — نہ تو تو،رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی
شہہ بے خودی نے عطا کیا مجھے لباسِ برہنگی — نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
چلی سمت غیب سیں اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا — مگر ایک شاخِ نہالِ غم، جسے دل کہیں سو ہری رہی

خواجہ میر دردؔ :

ارض وسماں کہاں تیری وسعت کو پا سکے
وہ میرا ہی دل کہ جہاں تو سما سکے

خواجہ میر دردؔ کا شمار اردو کے بڑے صوفی شعرا میں ہوتا ہے۔ان کے والد بھی بزرگوار بھی خانقاہی صوفی منش شخص تھے۔

دردؔ، آتشؔ وغیرہ ایسے شعرا ہیں جن کے بیشتر متصوفانہ کلام میں حقیقی اور مجازی دونوں رنگ نظر آتے ہیں۔ اس ضمن آتشؔ اور درد کے اشعار زیادہ ہیں۔ مثال کے طور پر دردؔ کا ہی یہ شعر دیکھیں :

رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے حضور
شمع کے منھ پہ جو دیکھا کہیں نور نہ تھا

بحر کیف ! اردو شاعری میں دردؔ ایک عظیم صوفی شاعر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے کلام میں نفاست، شائستگی اور پاکیزگی بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ چونکہ اللہ والے تھے اس لیے پریشان نہیں ہوتے تھے مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی صبر و ایماں کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ایک مثال یہ ہے دلی اجڑی تو میرؔ تک دلی چھوڑ گئے لیکن دردؔ اسی اجڑے دیار میں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں درد بھی ہے اور شگفتگی بھی۔

دیگر صوفیا کی طرح دردؔ کے یہاں بھی وحدت الوجود کا اکثر اظہار ملتا ہے۔ بنیادی طور پر دردؔ کی متصوفانہ شاعری میں وحدت الوجود، فنا و بقا، عظمت انسان کے مظامین دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان کے کلام میں فکرِ جمیل اور تحمل کی وجہ سے دلکشی اور دل آویزی تو ہے ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے مخصوص اور نرم لب لہجے نے ان میں مزید دلکشی پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اس کا اظہار بھی بڑے ہی خوبصورت انداز میں کرتے ہیں :

ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا
عیاں ہے مظاہر ظہور تیرا

یا پھر یہ چند اشعار دیکھیں :

ارض وسماں کہاں تیری وسعت کو پا سکے   وہ میرا ہی دل کہ جہاں تو سما سکے
جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا   تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
دردِ دل کے لیے پیدا کیا انساں کو   ورنہ اطاعت کے لیے کم نہ تھے کر و بیاں

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu,

S S College, Jehanabad

Contact: 9868606178

imran305@gmail.com